من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر

شوال

کے چھ روزوں کی تحقیق

استاذ العلماء استاذ التفسیر

حضرت مولانا مجیب الرحمن صاحب مدظلہ

ناشر

مدرسہ عربیہ دار العلوم الاسلامیہ

مسعود آباد مابڑہ تحصیل پروآ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	وجہ تالیف رسالہ	4
2	صیام شوال کے متعلق پہلی حدیث	4
3	حدیث شریف کی صحت کا بیان	5
4	سوال وجواب	5
5	حدیث شریف کے راوی سعد بن سعید کی توثیق	6
6	حدیث شریف کے راوی عمر بن ثابت کی توثیق	6
7	فائدہ	6
8	حدیث شریف کے متعلق ایک مغالطہ اوراس کا جواب	7
9	دوسری حدیث اوراس کی صحت کا بیان	7
10	تیسری حدیث اوراس کی صحت پر اقوال	8
11	چوتھی حدیث	8
12	پانچویں حدیث اورایک وہم کا ازالہ	9
13	چھٹی حدیث	10
14	فائدہ	10
15	ساتویں حدیث	10,11
16	آٹھویں حدیث	11
17	نویں حدیث	11
18	دسویں حدیث	11
19	گیارھویں حدیث	11
20	بارھویں حدیث اوراس کے متواتر ھونے کا بیان	11,12
21	حدیث کے متعلق اہم بات	13
22	شبہ نمبر ایک اوراس کا جواب	13
23	امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوراحناف کا موقف	13,14
24	شبہ نمبر دو اوراس کا پہلا جواب	13,14
25	امام صاحب کا قول ترک کرنے کی پہلی وجہ	14

26	شبہ نمبر دو کا دوسرا جواب	15
27	دوسری وجہ	15
28	صیامِ شوال کے متعلق فقہاء احناف کا موقف	
29	موقفِ احناف پر دلائل	16
30	صیامِ شوال کی فضیلت	16،17
31	صیامِ شوال کب مکروہ ہیں؟	17
32	صیامِ شوال میں وجوہِ کراہت	18
33	مختار قول	18
34	فائدہ	
35	صیامِ شوال کی مسنونیت پر رسائل و مقالات کے حوالہ جات	19

بسم الله الرحمن الرحیم:

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین تبعھم باحسان الی یوم الدین، اما بعد وعلینا وعلی من

بعض حضرات نے شوال کے چھ روزوں سے متعلق استحباب کے بجائے کراہت کا قول اختیار کیا، اور شدت اختیار کرتے ہوئے رسائل لکھے، اس لئے خیال ہوا کہ اس بارے میں تحقیق کی جائے، کہ نبی کریم ﷺ سے منقول احادیث میں شوال کے چھ روزوں کی روایات کس درجہ کی ہیں، تو معلوم ہوا کہ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت کی احادیث متواتر درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں، جس سے اِن حضرات کا موقف بے حد کمزور معلوم ہوتا ہے، چنانچہ

(1) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

(مسلم ج1 ص369، ط قدیمی، سنن ابی داؤد ج1، ص352،351، ط رحمانیہ لاہور، ابن ماجۃ ص123، ط قدیمی، سنن الترمذی وقال حدیث حسن صحیح ج1، ص158، ط قدیمی، مسند احمد ح23533، المعجم الکبیر ج4، ص135، رقم 3908، شعب الایمان ح3456، ش، مسند الحمیدی ح385، ش، صحیح ابن حبان ح3634، مصنف ابن ابی شیبۃ ش، مسند الدارمی اوالسنن ص431، رقم1906، ط دار البشائر الاسلامیہ، مجموع فیہ مصنفات ابی جعفر ابن البختری ص 444، ح707، جزء تحفۃ عید الفطر للزاھر بن طاہر الشحامی المتوفی).

جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے، پھر اُن کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے تو یہ ساری عمر کے روزوں کے برابر ہوں گے۔

مطلب یہ ہے کہ جب ہر سال رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کا پابند رہا ہو، تو چونکہ اللہ تعالی ایک نیکی کا ثواب کم ازکم دس گنا عطا فرماتے ہیں، تو رمضان کے تیس اور شوال کے چھ روزے ملکر چھتیس روزے ہوئے، اور 36 کو 10 سے ضرب دیں تو 360 ہوئے، اور سال کے دن تقریباً 360 ہیں، یوں ایک سال رمضان وشوال کے چھ روزوں سے ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا، اور ہر سال اس کی پابندی سے سال کے روزوں کا ثواب حاصل کرتے ہوئے اجر کے اعتبار سے ساری عمر کا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس حدیث کو متعدد اہل علم نے صحیح قرار دیا ہے مثلاً:

(1) امام یحیی بن شرف نووی شافعی (شرح النووی علی مسلم ج1 ص369، ط قدیمی) (2) فقیہ محدث قاسم بن قطلوبغا حنفی (تحریر الاقوال ص46،) (3) امام ابن العراقی ابوزرعہ احمد بن عبد الرحیم بن الحسین (جزء فی حدیث صیام الست من شوال ص21،) (4) شیخ

جزری (مرقاۃ المفاتیح تحت حدیث ھذا)(5)حافظ عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی (ایضًا)(6) تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی (سبل السلام)(7)علامہ ابن القیم جوزی (تہذیب السنن ج1، ص479) (8)امام ابو بکر بیہقی (معرفۃ السنن والآثار ج6ص379، ح9059) (9)امام عمر بن علی بن احمد ابن الملقن (البدرالمنیر ج5، ص751،752) (10)ابوالحسن علی بن محمد ابن القطان (بیان الوھم والایھام ج5ص378) (11)علامہ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی (رفع الاشکال عن صیام الست من شوال ص23) (12)امام الحسن بن ابراہیم جوزقانی (الاباطیل والمناکیر ج2، ص115، رقم477)(13)امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (شرح السنۃ ج6 ص331، ح1780) (14)امام ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر (معجم الشیوخ ج1ص161، ح178،)(15)شیخ محمد عبد الرؤوف مناوی (فیض القدیر ح8777)(16)امام عبد العظیم بن عبدالقوی منذری (الترغیب ح1512) (17)شیخ عبدالرحمن بن یحیی المعلمی الیمانی (مجموعۃ رسائل الفقہ ، الرسالۃ)السابعۃ والعشرون، ص230) (18) شیخ ابوالحسن عبیداللہ بن محمد عبد السلام مبارک پوری (مرعاۃ المفاتیح ج7ص64،ط ادارۃ البحوث العلمیۃ بنارس) (19) مولانا خلیل احمد سہارن پوری (بذل المجھود ج8ص643،ط ہند) (20)شیخ محمد بن علی بن آدم اتیوبی الولوی (البحرالمحیط الثجاج ،ج21، ص533،ط دارابن الجوزی) (21)امام ابوالبرکات اسماعیل بن احمد بن محمد شیخ الشیوخ (جزء فیہ اربعون حدیثا من الصحاح العوالی ص106، ش)(22)امام احمد بن محمد بن عبداللہ ابن الظاہری الحنفی (مشیخۃ ابن البخاری ج3ص1700، ش)

سوال:اس روایت میں لفظ سِتًّا ہے، جب کہ یہاں سِتَّۃً ہونا چاہیئے تھا، کیوں کہ جمع (ایام) کالفظ مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے، جس کے لئے تمیز مؤنث لائی جاتی ھے، نبی کریم ﷺ جیسے فصیح عربی ایسی غلطی نہیں کرسکتے،یہ غلطی روایت کی صحت کو مشکوک بناتی ہے

جواب: ممیز جمع کی تمیز مؤنث لانا اس وقت ضروری ہے جب ممیز لفظوں میں ذکر ہو ،لیکن جب حذف ہو، تب آدمی کو دونوں طرح اختیار ہے چاہے تو تمیز مذکر لائے ، اور چاہے تو مؤنث لائے ، جیسے قرآن مجید میں ہے ، يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا،اس میں عشر مذکر لایا گیا ، حالاں کہ اس کا ممیز ایام ہے،اس حدیث میں بھی ممیز ایام ہے، جس کی تمیز سِتًّا مذکر لائی گئی ہے۔

سوال:اس میں راوی سعد بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری ہے، جس میں کلام کی گئی ہے ؟

جواب:اول:سعد بن سعید پر جرح کی گئی ہے تواُس کی توثیق بھی کی گئی ہے،امام یحیی بن معین ایک قول میں صالح کہتے ہیں،ابن سعد ثقہ بتاتے ہیں ،ابن عدی فرماتے ہیں اس کی احادیث صالح ہوتی ہیں ،اور اس کی حدیث میں حرج نہیں،عجلی اورابن عمار ثقہ کہتے ہیں(تہذیب التھذیب ،ترجمۃ سعد)ابن حجر فرماتے ہیں صدوق (سچا)راوی ہے حافظہ خراب ہے(تقریب)دارقطنی فرماتے ہیں لاباس بہ (ثقہ) ہے(من تکلم فیہ وھو موثق)ان الموثقین لسعد اکثر من المجرحین لہ سعد کو ثقہ قرار دینے والے اُس پر جرح کرنے والوں سے زیادہ ہیں(یوں جمہوراس کو ثقہ کہتے ہیں)(صیام ست من شوال دراسہ حدیثیۃ فقھیۃ ص10)یہی وجہ ہے کہ زیادہ تعداد محدثین و محققین کی اس حدیث کو صحیح یاکم

از کم حسن قرار دے رہے ہیں جیسا کہ اوپر کے حوالوں سے واضح ہے۔

دوم:اس روایت کے نقل کرنے میں سعد بن سعید اکیلا نہیں، بلکہ اِس کے کئی مضبوط متابع موجود ہیں ،جیسے صفوان بن سلیم، یحیی بن سعید انصاری، ابن جریج، حمزہ بن ثابت، روح بن القاسم، سفیان ثوری، عثمان بن عمرو الحرانی، محمد بن عمرو، زید بن اسلم، عبدربہ بن سعید، وغیرہم رحمہم اللہ۔

سوال:راوی عمر بن ثابت جس پر حدیث کا مدار ہے ضعیف ہے۔

جواب: اس میں شک نہیں کہ اس حدیث کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا صرف عمر بن ثابت بن حارث انصاری ہے ، لیکن یہ بے حقیقت بات ہے کہ عمر بن ثابت ضعیف ہے ، عمر بن ثابت سے متعلق تہذیب التہذیب میں پانچ محدثین کی آراء ذکر ہیں ، جن میں سب نے عمر بن ثابت کی تعریف وتوثیق کی ہے، کسی نے جرح نہیں کی ، تہذیب الکمال اور اکمال تہذیب الکمال میں عمر بن ثابت پر ایک محدث سے بھی جرح ذکر نہیں ، مکتبہ شاملہ میں کتبِ اسماء الرجال میں سے کسی ایک کتاب میں بھی عمر بن ثابت پر جرح ذکر نہیں ہے، اس کو ضعیف کہنے والا غلط بیانی کر کے خود کو ثقہ بتاتا ہے۔

فائدہ: بعض نے اس روایت کو موقوف بتایا ہے، اور مرفوع ہونے سے انکار کیا ہے، مگر اس سے روایت پر کچھ اثر نہیں پڑتا، اول: اس لئے کہ اس کا مرفوع ہونا زیادہ راجح ہے، کیوں کہ موقوف کے مقابلہ میں مرفوع بیان کرنے والے ثقہ راوی ہیں ، اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے ،دوم: اس لئے کہ ایسی موقوف بھی تو مرفوع کے حکم میں ہے ،کیوں کہ کوئی صحابی اپنی طرف سے ایسی بات نہیں کہہ سکتا، صحابی کی ایسی بات نبی کریم ﷺ کے فرمان کے حکم میں ہے۔

فائدہ: بعض تحریرات میں اس حدیث کے ضعیف ہونے کو بیان کرنے کے لئے بعض اقوال ذکر ہوئے ہیں، جن سے متعلق مختصر وضاحت ضروری ہے، مثلاً

امام احمد سے اس روایت کا ضعیف ہونا نقل ہے، یہ بات درست نہیں کی، صحیح یہ ہے کہ امام (1) احمد سے صرف اس کے راوی سعد کا ضعیف ہونا نقل ہے، نہ کہ روایت کا ضعیف ہونا، ملاحظہ ہو (المبدع ج3ص48، ش،)

امام طحاوی کی شرح مشکل الآثار کی ادھوری عبارت ذکر کر کے اُن کی طرف تضعیف (روایت (2) کو ضعیف قرار دینا) منسوب ہے، صحیح یہ ہے کہ امام طحاوی نے یہ بیان کیا ہے کہ سعد راوی کی وجہ سے ہم یہ روایت اپنی کتاب میں درج نہ کرتے، مگر سعد کے متابع ملنے کی وجہ سے ہم نے درج کر دی ہے، یوں گویا اُن کے نزدیک حسن درجہ کی روایت ہے (شرح مشکل الآثار)

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے ارشاد روایت کرتے ہیں

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ.

(مسند البزار ج15 ص84، ح 8334 ، وج16 ص58، ح 9098، ط مکتبۃ العلوم والحکم، مجمع الزوائد ح 5099، مستخرج ابی عوانۃ

ج2ص169،ح2702)

جس نے رمضان کے روزے رکھے ،اور اُس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اُس نے ساری عمر روزے رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے روایت کے الفاظ ہیں

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ كَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ.(امالی الاصبھانی ص36و42،ط دارالصحابۃ)

جس نے رمضان کے روزے رکھے ،اور اس کے بعد چھ روزے اس طرح رکھے کہ اُن میں فاصلہ نہیں کیا، تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرت ابوسعید خدری ،عبد الرحمن بن ابی ہریرہ، ابوصالح، مجاہد وغیرہ متعدد راوی ہیں۔

عَلامہ میرک فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث کو بزار اور طبرانی نے روایت کیا، اوران کی سند حسن ہے ،امام ہیثمی فرماتے ہیں بزار کی روایت کی بعض سندوں کے راوی صحیح (ثقہ) راوی ہیں ، امام منذری فرماتے ہیں کہ بزار کی ایک سند صحیح ہے۔(مرقاۃ المفاتیح، الترغیب ح1514)

(3)حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں :

صِيَامُ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ، وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بِشَهْرَيْنِ ،فَذَلِكَ صِيَامُ سَنَةٍ". يَعْنِي رَمَضَانَ وَسِتَّةً بَعْدَهُ، واللفظ فی روایة "مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ، كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ.

سنن ابن ماجۃ ص123،ط قدیمی، مسند احمد ح 22412، مسند الدارمی اوالسنن ص431، رقم 1907،ط دارالبشائر، ابن حبان ،ح 3635، شرح مشکل الآثار ح2348 ، فضائل الاوقات ح161، مسند البزار ج10 (للطبرانی ج1ص278،ح 485)

رمضان کے روزے دس مہینوں کے اور چھ دن کے روزے دو مہینوں کے برابر ہیں، تو یہ سال کے روزے ہوئے، یعنی جو (رمضان کے روزے رکھ کر) عید الفطر کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھ لے، تو یہ (اجر میں) پورے سال کے روزے ہوئے۔

ثوبان کی اس حدیث کو امام ابوحاتم رازی اور صلاح الدین خلیل بن کیکلدی صحیح قرار دیتے ہیں، اورابن دحیہ حسن کہتے ہیں (رفع الاشکال عن صیام ستۃ ایام من شوال ص 65)

امام عبد العظیم منذری بھی صحیح یا حسن مانتے ہیں(الترغیب ح1513، مختصر سنن ابی داؤد ح2433/ 2323)

شیخ محمد بن علی بن آدم اتیوبی الولوی بھی سند کو صحیح کہتے ہیں، اور ابن خزیمہ وابن حبان سے بھی صحیح ہونا نقل کرتے ہیں (البحر المحیط الثجاج ج21، ص533، ش)

(4) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ الخ

(علل الحدیث لابن ابی حاتم بسند صحیح ج3 ص124، 125، ط مطابع الحمیضی)

جس نے رمضان کے روزے رکھے، اور پھر شوال کے چھ روزے رکھ لئے تو (اجر کے اعتبار سے) اس نے سارے سال کے روزے رکھ لئے۔

امام صلاح الدین خلیل بن کیکلدی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں، اور ابو حاتم رازی اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ (رفع الاشکال ص69، 70)

(5) حضرت غنام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں:

مَنْ صَامَ سِتًّا بَعْدَ يَوْمِ الفِطْرِ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ والسَّنَةَ.

(رواه الطبراني في الكبير. وعبد الرحمن بن غنام لم أعرفه (مجمع الزوائد ح5104، طب، كر عن عبد الرحمن بن غنام عن أبيه، جمع الجوامع) معرفة الصحابة لابی نعیم ج4 ص2276، ح5641)

جو شخص عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے گویا کہ اس نے سال کے اور (ہر سال ایسا کیا تو گویا) پوری زندگی روزے رکھے۔

فائدہ: راوی عبد الرحمن بن غنام کا تذکرہ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں کیا ہے، مگر کوئی جرح نہیں کی، یہ تابعی ہے، اور تابعین میں اصل عدالت ہے، چوں کہ اس پر جرح منقول نہیں، اس لئے یہ مقبول اور کم از کم مستور راوی ہے، اور مستور کی روایت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے، اس لئے اس روایت کے حسن ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

(6) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتَّةً مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا".

(مجمع الزوائد ح5098، ط دار الفکر، مسند احمد ح14302، 14477، المعجم الاوسط ج9 ص13، رقم 8979، المنتخب من مسند عبد بن حمید ح1114، شرح مشکل الآثار ج6 ص126، ح2351، 2350، ط موسسۃ الرسالۃ، السنن الکبری للبیہقی ج4 ص483، ح8432، جزء

الحسن بن رشیق العسکری ح 73، الفوائد الحسان لابن النقور البزاز، ص 86، ح 46، ش،
جس آدمی نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے گویا کہ اُس نے سارے سال کے روزے رکھ لئے ہیں۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں راوی ابوزرعہ عمرو بن جابر حضرمی ہے، جس پر کئی محدثین نے کلام کی ہے، لیکن امام برقی نے ذکر کیا کہ ثقہ راوی ہے، تشیع کے سبب ضعیف قرار دیا گیا ہے، یعقوب بن سفیان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، اور ترمذی نے اس کی حدیث صحیح قرار دی (تہذیب التہذیب)

ابو حاتم کہتے ہیں اس کی تقریباً بیس احادیث ہیں، یہ صالح الحدیث (درست حدیث والا راوی) ہے (میزان الاعتدال) امام عجلی کہتے ہیں مصری تابعی ثقہ ہے، تشیع میں غالی ہے، یعقوب بن سفیان نے اس کو مصر کے ثقہ تابعین میں ذکر کیا (الجامع فی الجرح والتعدیل ج 2 ص 278) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض نے اس کی حدیث ضعیف بتائی ہے، لیکن شواہد میں اس کی حدیث صالح یعنی درست ہوتی ہے (تحفۃ اللبیب ج 1 ص 601، ش،)

نیز عمرو بن جابر حضرمی کے متابع موجود ہیں، عمرو بن دینار اور مجاہد (امالی الاصبہانی، ص 34، ش،)

اس صورت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے کم از کم حسن ہونے میں شبہ نہ رہا۔

(7) حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا (یا آپ ﷺ سے پوچھا گیا) یا رسول اللہ! کیا میں ساری زندگی کے روزے رکھوں؟ آپ خاموش رہے، تین بار پوچھا تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ، وَكُلَّ أَرْبِعَاءَ وَخَمِيسٍ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ.

(سنن ابی داؤد ج 1، ص 251، ط قدیمی، سنن الترمذی ج 1 ص 157، ط قدیمی، فضائل الاوقات ح 163، حدیث حسن)

بیشک تیرے گھر والوں کا تیرے ذمہ حق ہے، رمضان کے روزے رکھ، اور اُس کے بعد والے مہینے (شوال) کے
روزے رکھو، اور ہر بدھ اور جمعرات کے روزے رکھو، جب تو ایسا کرے تو تو نے ساری زندگی روزہ رکھا۔

امام منذری فرماتے ہیں کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں (الترغیب ح 1580،)

(8) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل ہے:

من صام رمضان وأتبعه ستا من شوال خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه.

(المعجم الاوسط ج8 ص275، ح8622، ط دارالحرمین، مجمع الزوائد ح5102، وقال فیہ مسلمۃ بن علی الخشنی وھو ضعیف)
جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے، اوراُس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے، وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو ماں نے جنا تھا۔

(9) حضرت ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں:

من صام رمضان فأتبعه ستا من شوال، صام السنة كلها.

(المعجم الاوسط ح4642، مجمع الزوائد ح5101، وفی السند یحیی بن سعید المازنی وھو ضعیف،)
جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے، اوران کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، (اجر وثواب کے) اعتبار سے اس نے سارے سال کے روزے رکھ لئے۔

(10) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَسِتَّةَ أَيامٍ مِنْ شَوَّال، كَانَ كصِيَامِ السَّنَة كُلِّهَا، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

(أَبُو عَلِيٍّ الحسن بن أحمد البزاز في مشيخته، وابن النَّجار (جمع الجوامع، نظم المتناثر ح128،)
جس نے رمضان شریف کے اور شوال کے چھ دن کے روزے رکھے، تو یہ سارے سال کے روزوں کے برابر ہو گا، کہ ایک نیکی دس گنا ہوتی ہے۔

(11) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل ہے فرمایا:

من صام رمضان وأتبعه بست من شوال كان كمن صام الدهر.

(ابن حبان في كتاب "المجروحين ج3: ص129، ط دارالوعی حلب)
جو رمضان کے روزے رکھے، اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیا کرے، تو اس شخص جیسا ہو گا جس نے ساری زندگی کے روزے رکھے ہوں۔

(12) ایک قریشی صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کا ارشاد بیان کرتے ہیں:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَشَوَّالًا، وَالْأَرْبِعَاءَ، وَالْخَمِيسَ، وَالْجُمُعَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

(مسند احمد ح15434، السنن الکبری للنسائی ج3 ص215، ح2791، مجمع الزوائد ح5147، فی سندہ راولم یسم ولا حرج، فانہ شاھد)
جو رمضان اور شوال کے اور بدھ اور جمعرات اور جمعہ کے دن کے روزے رکھے وہ جنت میں داخل ہو گا۔
محققین لکھتے ہیں کہ شوال کے چھ روزوں کی احادیث کے راوی صحابہ حضرت ابوایوب، ثوبان، جابر، ابوہریرہ، ابن عباس عبداللہ بن

عمر، غنام ،براءبن عازب ،شداد بن اوس،اوس بن اوس ،اسماء بنت حارثہ، اورانس رضی اللہ عنہم ہیں ،
اوردس سے زیادہ راوی جس روایت کو نقل کرتے ہوں، بہت سے محدثین ایسی روایت کو متواتر کہتے ہیں،
علامہ جلال الدین سیوطی ، علامہ محمد بن جعفر کتانی، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہم رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے ،اس لحاظ سے شوال کے روزوں کی احادیث کا مشترک مضمون متواتر قرار پاتا ہے، جیسا کہ علامہ ابوالفیض احمد بن محمد بن الصدیق غماری حسنی (م1380ھ) علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے اس کا تواتر نقل کررہے ہیں۔

له شواهد من حديث جابر وثوبان وأبي هريرة وابن عباس وابن عمرو غنام والبراء بن عازب وشداد بن أوس وأنس بن مالك وأسماء بنت حارثة، وقد ذكر المصنف أقل من هذا العدد، وحكم عليه لأجلهم بالتواتر۔

(المداوی لعلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی ج6 ص 337، ط دار الکتبی القاھرہ)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م 911ھ) کا یہ حوالہ اُن کی قطف الازھار میں ملا ہے

(قطف الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ ص 138، رقم 50، ط المکتب الاسلامی)

علامہ محمد بن جعفر کتانی (م 1345ھ) نے بھی اس مضمون کو متواترات میں شمار کیا

(نظم المتناثر ص 134، رقم 128، ط دار الکتب السلفیہ مصر)

علامہ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم عاصمی حنبلی (م 1392ھ) فرماتے ہیں:

وهو حديث مستفيض، وذكروا انه متواتر عن النبي ﷺ

(الاحکام شرح اصول الاحکام ج2 ص 275، ش،)

یہ مستفیض حدیث ہے (جس کے راوی کثرت سے ہیں) اور علماء نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ سے متواتر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ تواتر سے ثابت مضمون کا انکار ایک بہت بڑی جرات ہے، جو کسی صاحبِ علم وتحقیق کی شان کے مناسب نہیں ہے، اور یہ بھی علمِ اصولِ حدیث کا مشہور ومعروف قاعدہ ہے کہ جو حدیث یا اس کا مضمون درجہ تواتر تک پہنچا ہوا ہو اُس کی سندوں اور راویوں پر بحث کرنے کی اور تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ،اس کے لئے بے شمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر اس کی ضرورت اس لئے نہیں معلوم ہوتی کہ اہلِ علم اختصار علوم الحدیث، تدریب الراوی، وغیرہ جیسی اصولی کتابوں میں دیکھ سکتے ہیں، لہٰذا شوال کے روزوں کی ان روایات کی سندوں کے راویوں پر کلام کرنے کی گنجائش نہیں ہے، نہ ہی مناسب ہے ،اس بارے میں گفتگو کرنے والے اہلِ علم کو ایسے اہم اصولوں سے بے خبر ہونا شانِ علماء کو زیب نہیں دیتا۔

بعض شبہات :

شبہ نمبر1 :

ثواب کے لئے ہمیشہ ایسے اعمال اوراجورذکر کئے جاتے ہیں جو شرعًا محمود ہوں، ان حدیثوں میں صوم الدھر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ،جس کو صحیح اور صریح روایات میں منع فرمایا گیا ہے، تو یہ روایات اس تشبیہ کے سبب شوال کے
ان چھ روزوں کی فضیلت کی دلیل نہیں بنتیں، کیوں کہ صوم الدھر مکروہ ہے ؟

جواب: یہ درست ہے کہ بعض نے اس شبہ کو بیان کیاہے ،لیکن بیان کرنے والوں نے اس شبہ کورد کرنے کے لئے بیان کیا ہے ،پسند نہیں کیا ہے ،جیساکہ مفتی زرولی خان صاحب بھی محدثین سے یہی نقل کرتے ہیں(احسن المقال ص29)صوم الدہر مطلقًا مکروہ نہیں ہے، بلکہ بناء بر شفقت مکروہ ہے،وجہ یہ ہے کہ اس سے جان کانقصان، صحت کی کمزوری اور طاقت سے زیادہ اپنے پر بوجھ ڈالناہے،ورنہ جس شخص کی صحت وطاقت برداشت کرسکے،اُس کے لئے صوم الدہر مکروہ نہیں ہے ،در اصل یہاں تشبیہ محض ثواب میں ہے، اس لئے اس تشبیہ سے شوال کے چھ روزوں کی کراہت نہیں نکالی جاسکتی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اوراحناف کا موقف :

شبہ نمبر2 :

کئی فقہی کتابوں میں امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ اُن کے نزدیک شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں، اس لئے شوال کے یہ چھ روزے نہ رکھنا بہتر ہے ؟

جواب اول :

بکثرت ایسے مسائل ہیں جہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول روایت یا قول پر فتوی نہیں دیا گیا، بلکہ احناف نے اُن کے مقابلے میں امام محمد وابو یوسف رحمہم اللہ کا قول لیا، یامتاخرین نے کسی بھی وجہ سے ان کے خلاف قول لیاہے، جس کی مختلف وجوہ ہوسکتی ہیں۔ مثلًا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تک اس مسئلہ سے متعلق کوئی روایت نہیں پہنچی، اور بعد کے احناف کے سامنے کوئی حدیث آئی، تواُن حضرات نے حدیث کے مطابق قول کیا، اورامام صاحب رحمہ اللہ کا قول چھوڑ دیا، کیوں کہ اُن حضرات نے امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ قول پڑھا:

فقد صح عنه أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي. وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبي حنيفة وغيره من الأئمة.

اهـ. ونقله أيضا الإمام. **(مقدمۃ ردالمحتار ج1 ص67، ش)**

آپ سے صحیح ثابت ہے کہ فرمایا جب حدیث صحیح ہو وہی میرا مذہب ہے، یہ بات امام ابن عبد البر نے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کی ہے، اور امام شعرانی نے چاروں ائمہ سے نقل کی ہے۔

امام صاحب کے اس قول کی وجہ سے امام صاحب کی رائے چھوڑی، جو حنفی امام صاحب کے چھ شوال کے روزوں کے مکروہ ہونے کی روایت لے رہے ہیں، انہوں نے امام صاحب کے کئی قول چھوڑ دیئے ہیں، مثلاً

امام صاحب فرماتے ہیں کہ قبرستان میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے، امام محمد وابو یوسف رحمہم اللہ اس کو جائز بلکہ مستحب کہتے ہیں، کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تک اس بارے میں کوئی روایت نہیں پہنچی، جب کہ صاحبین رحمہم اللہ تک اس بارے میں بعض روایات پہنچی ہیں۔

(مجمع الانھر، کتاب الکراھیۃ ج4 ص219، ط دار الکتب العلمیہ بیروت، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص 621، ط دار الکتب العلمیہ)

امام صاحب بلکہ امام ابو یوسف ومحمد وزفر رحمہم اللہ کے نزدیک امامت، وعظ، تدریسِ قرآن وعلومِ قرآن اور اذان پر اجرت حرام ہے، جب کہ متاخرین احناف نے اِن سارے ائمہ احناف کا قول چھوڑ کر ضرورت کی بناء پر ان سب چیزوں پر اجرت جائز قرار دی ہے۔

دوم: بعض کتابوں میں جہاں امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ قول ذکر ہے، وہاں اُس کی وجہ بھی ذکر ہے ایک یہ کہ نصاریٰ فرض روزوں کے ساتھ مزید روزے ملالیتے تھے، اور اُن کو بھی لازمی سمجھتے تھے، تو رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزوں سے نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوگی، اور عوام شوال کے ان چھ روزوں کو لازمی سمجھیں گے، لیکن اس وقت کراہت کی یہ وجہ ختم ہوگئی ہے، کیوں کہ عوام ہوں یا خواص کوئی مسلمان بھی کم از کم ہمارے ہاں ان چھ روزوں کو لازمی نہیں سمجھتا، تو کراہت کی وجہ زائل ہونے سے کراہت کا قول خود بخود ختم ہو گیا۔

اہلِ کتاب کے ساتھ مشابہت بھی تب تک ناپسندیدہ ہوتی ہے، جب تک کوئی عمل اہلِ کتاب سے مخصوص ہو اور اُنہی کی علامت وپہچان ہو، اور جب وہی عمل اہلِ کتاب کی علامت نہ رہے، بلکہ مسلمان بھی وہی عمل کرتے ہوں، تو مشابہت اور اُس کی وجہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے، آج یہی حال ہے، لہٰذا اگر مشابہت مستقل وجہ کراہت ہو تو بھی وہ ختم ہوگئی ہے۔

دوسری وجہ: یہ لکھی گئی ہے کہ تاکہ رمضان کے روزوں کے ساتھ مزید روزوں کا الحاق نہ ہو جائے مگر ظاہر ہے کہ اگر کوئی مسلمان شوال کے چھ روزے رکھتا ہے، تو وہ عید الفطر کے دن روزے کے ساتھ نہیں ہوتا، اور اکثر عید کے تین دن چھوڑ کر شوال کے چھ روزے رکھتے ہیں، تو یوں رمضان اور شوال کے روزوں کے درمیان فصل ہو ہی جاتا ہے چاہے ایک دن کا فصل ہو یا کئی دنوں کا فصل ہو، تو کراہت کی یہ وجہ بھی باقی نہیں رہی ہے۔

فقہ حنفی اور فقہاء احناف

امام مالک رحمہ اللہ نے شوال کے چھ روزوں سے متعلق جو کچھ فرمایا، اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے ، کیوں کہ اس بحث کا تعلق مسئلہ سے ہے، اور مسائل میں ائمہ مجتہدین کے مابین اختلاف ظاہر ہے، جب کہ یہ مضمون محض احناف کے افادہ کے لئے ترتیب دیا گیا ہے ، اس لئے یہاں احناف فقہاء کی آراء کے مطابق وضاحت کافی ہے ، دوسرے ائمہ کی آراء کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی (م 787ھ) فرماتے ہیں:

والإتباع المكروه هو: أن يصوم يوم الفطر، ويصوم بعده خمسة أيام. فأما إذا أفطر يوم العيد ثم صام بعده ستة أيام: فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة. (بدائع الصنائع ج2 ص78 ط دار الکتب العلمیہ)

شوال کے روزے رمضان کے بعد مکروہ ہونے کا جو قول ہے، تو مکروہ اس طرح ہے کہ عید الفطر کے دن بھی روزہ رکھے ، اور اس کے بعد پانچ دن روزے رکھے ، لیکن جب عید الفطر کے دن روزہ نہیں رکھا ، پھر اس کے بعد چھ دن روزے رکھے، تو مکروہ نہیں، بلکہ مستحب اور سنت ہیں۔

ذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ - الْمَالِكِيَّةُ، وَالشَّافِعِيَّةُ، وَالْحَنَابِلَةُ وَمُتَأَخِّرُو الْحَنَفِيَّةِ - إِلَى أَنَّهُ يُسَنُّ صَوْمُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بَعْدَ صَوْمِ رَمَضَان. (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ ج28 ص92، ش،)

جمہور مالکی ، شافعی ،حنابلہ فقہاء اور متاخرین احناف اسی طرف گئے ہیں کہ رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ دنوں کے روزے مسنون ہیں۔

شیخ ابو الحسن سندھی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهذا الحديث صريح في ندب صيام ست من شوال، وعامة المتأخرين من أصحابنا الحنفية أخذوا به. (فتح الودود فی شرح ابی داوٗد)

حدیثِ ابی ایوب شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے میں صریح ہے، زیادہ تر ہمارے متاخرین احناف نے اسی کو لیا ہے۔

الشیخ عبد الحمید محمود طہماز فرماتے ہیں:

صوم النفل وهو كل صوم زائد على الفرض والواجب، ثبت طلبه بالسنة الشريفة، كصوم العاشر من محرم مع صوم

یوم قبلہ اویوم بعدہ،قال ﷺ لماسئل عن صیام یوم عاشوراء یکفرالسنۃ الماضیۃ ،وصوم ست من شوال،لقولہ ﷺ من صام رمضان ثم اتبعہ ستامن شوال کان کصیام الدھر. (الفقہ الحنفی فی الثوب الجدید ج1 ص395، ط دار القلم)

نفل روزہ وہ ہے جو فرض اور واجب سے زائد ہو، جس کا مطلوب ہونا سنت شریفہ سے ثابت ہو، جیسے دس محرم کا روزہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کے روزے کے ساتھ، آپ ﷺ سے جب عاشوراء کے روزے سے متعلق پوچھا گیا، فرمایا وہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، اور شوال کے چھ روزے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، وہ ساری عمر کے روزوں کے برابر ہوں گے۔

امام یوسف بن عمر بن یوسف کادوری (م832ھ) کی شرح قدوری میں ہے:

وفی نسخۃ اخری لشمس الائمۃ ان الکراھۃ فی المتصل بشھررمضان،امااذااکل بعد العیدایاماثم صام لایکرہ،بل یستحب،قال الحاکم الشھیدفی المنتقی وجدت عن الحسن انہ کان لایری بصوم ستۃ ایام متتابعابعدالفطرباسا،وکان یقول کفی بیوم الفطرمفرقا بینھنوبین شھر رمضان ،وعامۃ المتاخرین لم یروابہ باسا. (جامع المضمرات والمشکلات، ج1 ص486، 487، ط دار الکتب العلمیہ)

شمس الائمہ کے ایک اور نسخہ میں ہے کہ (امام صاحب سے جو کراہت منقول ہے، تو) شوال کے چھ روزے تب مکروہ ہیں جب ماہِ رمضان سے جُڑے ہوئے ہوں، لیکن جب آدمی عید کے بعد کئی دن کھاپی لے ، پھر روزے رکھے تو مکروہ نہیں، بلکہ مستحب ہیں، حاکم شہید منتقی میں فرماتے ہیں کہ میں نے امام حسن کی روایت پائی ہے کہ وہ عید الفطر کے بعد شوال کے مسلسل چھ روزے رکھنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ عید الفطر والے (ایک) دن کا فاصلہ اُن روزوں اور رمضان کے مہینے کے درمیان کافی ہے ، اور جمہور متاخرین نے اس میں حرج نہیں سمجھی۔

امام محمود بن احمد بن عبد العزیز مرغینانی بخاری (م616ھ) فرماتے ہیں:

قال ابویوسف رحمہ اللہ کانوایکرھون ان یتبعوارمضان صیاماخوفاان یلحق بالفریضۃ ارادبہ صوم الست،وھذہ اللفظۃ دلیل علی ان الکراھۃ فی حق العوام لافی حق اھل العلم،وحکی عن بعض المتقدمین ماھوقریب من ھذا ، قال ینبغی للعالم ان یصوم سرا، وینھی الجھال عنہ. (ذخیرۃ الفتاوی ج3، ص74، ط دار الکتب العلمیہ)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ (جن ائمہ سے مکروہ ہونا نقل ہے، وہ) ائمہ رمضان کے فورًا بعد شوال کے چھ روزے اس ڈر سے ناپسند کرتے کہ

وہ فرض روزوں سے ملحق نہ ہوں، یہ الفاظ دلیل ہیں کہ مکروہ ہونا عوام کے حق میں ہے علماء کے حق میں نہیں ہے ، اور بعض متقدمین سے اس کے قریب قریب منقول ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ عالم کے لئے مناسب ہے کہ چپکے سے رکھ لے اور لاعلم لوگوں کو اس سے منع کرے۔

ظاہر ہے کہ یہ اس ڈر سے کہ عوام ان کو ضروری نہ سمجھیں، جو حال آج مشاہدہ میں آرہا ہے، عوام ان کو ضروری نہیں سمجھتے، اس لئے اس قدر احتیاط کرنے کا زمانہ نہیں رہا ، جیسا کہ صاحبِ ہدایہ کی تجنیس سے یہی بات منقول ہے۔

حجۃ الاسلام امام داؤد بن یوسف الخطیب رحمہ اللہ (م) فرماتے ہیں:

والمختار انه صوم الست بعد الفطر متتابعة كرهه بعضهم لانه رفع الامن من الموجب للكراهة، وهو التشبه لاباس به،بالنصارى بالزيادة فى العدد لاستفاضة الشريعة.

(الفتاوی الغیاثیۃ ص50، ط المطبعۃ الامیریہ بولاق مصر سنہ 1331ھ)

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے تسلسل سے رکھنا بعض نے مکروہ قرار دیا ، مختار یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں ، کیوں کہ کراہت کا جو سبب تھا یعنی تعداد میں زیادتی کرنے سے نصاریٰ کے ساتھ مشابہت، اس سبب سے اطمینان حاصل ہو چکا ہے ، کیوں کہ شریعت مشہور و عام ہوگئی ہے (کوئی مسلمان فرض اور غیر فرض روزوں میں اشتباہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا)۔

امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی (م956ھ) فرماتے ہیں:

ولايكره اتباع الفطربصوم ستة من شوال فى المختارلانه وقع الفصل بيوم الفطرفلايلزم التشبه باهل الكتاب،فليس بمكروه،وبل مستحب وسن لورودالحديث فى هذاالباب، والاتباع المكروه هوان يصوم بيوم الفطر،ويصوم بعده خمسة ايام. (ملتقی الابحر تحتہ مجمع الانہر ج1 ص376، ط دار الکتب العلمیہ)

مختار قول میں عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے مکروہ نہیں ہیں، کیوں کہ عید الفطر کے دن کے ذریعے فاصلہ واقع ہو گیا، تو اہلِ کتاب سے مشابہت لازم نہیں آتی، لہٰذا مکروہ نہیں، بلکہ مستحب اور مسنون ہیں، کیوں کہ اس بارے میں حدیث آئی ہے ،اور رمضان کے فوراً بعد روزے رکھنا مکروہ اس صورت میں ہے کہ عید الفطر کے دن روزہ رکھے، اور اس کے بعد پانچ دن روزے رکھے۔

اس کی شرح میں فقیہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان کلیبولی داماد آفندی (م1078ھ) نے بھی اسی کو لیا ہے، اور ساتھ بدائع کی عبارت بھی درج کی ہے، جو ما قبل میں ذکر ہوئی ہے (مجمع الانہر ج1 ص376)

فائدہ:شوال کے چھ روزوں کے مسنون و مستحب ہونے کے اثبات میں اوران سے متعلق پیدا ہونے والے شبہات کے ازالے کے لئے اہلِ علم نے کافی مثبت کتابیں تحریر فرمائی ہیں، درجِ ذیل رسائل و مقالات ملاحظہ ہوں، اگر کسی کے ہاتھ میں مطبوعہ کتابیں نہ آئیں ،تو وہ بجائے اس کے کہ کہے کہ" یہ نادر کتاب ہے ، اور نادر کتابوں کے حوالے پیش کرنادرست نہیں" انٹرنیٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈاؤن لوڈ کرلے۔

(۱)تحریرالاقوال فی صوم الست من شوال: الشیخ الفقیہ قاسم بن قطلوبغا حنفی(م879ھ)ط:دارالبشائرالاسلامیۃ،بیروت۔

(2) رفع الاشکال عن صیام ستۃ ایام من شوال : الحافظ ابو سعید صلاح الدین خلیل بن کیکلدی علائی،شافعی،(م761ھ)ط:دارابن حزم بیروت۔

(۳)جزء فیہ حدیث صیام الست من شوال: الشیخ العلامۃ ابوزرعۃ احمد بن عبد الرحیم بن الحسین(م826 ھ) مخطوطۃ ، نسخۃ کاملۃ۔

(۴) صیام ست من شوال ،دراسۃ حدیثیۃ فقھیۃ : دکتور محمد مصلح الزعبی ،استاذ کلیۃ الدراسات الفقھیۃ والقانیۃ، قسم اصول الدین، جامعۃ آل البیت۔

(۵)مقالۃ مشروعیۃ صلاۃ التھجد،وصیام الست من شوال : شیخ نائف الحمد،

(۶) المباحث الاصولیۃ فی قولہ ﷺ من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدھر،دراسۃ تطبیقیۃ : شیخ محمد بن قینان بن عبد الرحمن التنتیفات،

(۷)النقد العلمی لمن ضعف حدیث الامام مسلم فی صیام ست من شوال: الشیخ عبدالعزیز بن صالح آل ابراہیم اللحیدان،استاذالدراسات العلیافی السنۃوعلومھا، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ کلیۃ اصول الدین، ط سن1438ھ۔

(۸)صیام ستۃ ایام من شوال : الشیخ عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی،

(۹) خیرۃ الآمال فی تحقیق احادیث صیام ست من شوال: شیخ ابو حمود ھادی بن قادری بن حسین محجب،

(۱۰)تحریرالمسائل والاقوال فی صیام الستۃ من شوال : شیخ محمد حسن عبد الغفار۔

(۱۱)وظائف شھر رمضان المبارک وفضائل ستۃ ایام بعدہ: شیخ ابراہیم بن عبد العزیز الغریر، ط مطبعۃ المدنی قاہرہ،

اللهم تقبل منی هٰذاالعمل،واغفرلی ولعائلتی وارزقنی العلم النافع والعمل الصالح،اللهم الهمنی تواضع النبيين واخلاق الصالحين وارزقنی العفووالعافية.